وعلیکم السلام :

جواب

جی پی فنڈ کی دو صورتیں ہیں:
(1) اختیاری (2) جبری۔

اگر جی پی فنڈ کا جمع کرنا ملازم کے اختیار میں ہو اور ملازم اپنے اختیار سے کٹوتی کروائے اور اس رقم پر اضافہ مل جائے کمپنی یا ادارہ کی طرف سے کہ ہم اس کو ڈبل کرکے واپس کریں یا چالیس فیصد زیادہ کرکے دیں یا انشورنس میں ڈال کر اس پر اضافہ دیں گے تو اس اختیاری جی پی فنڈ کا حکم یہ ہے کہ اصل رقم حلال ہے، اصل رقم کے علاوہ کمپنی اپنی طرف سے جو رقم شامل کررہی ہے اس کا لینا بھی

رقم شامل کررہی ہے اس کا لینا بھی
جائز ہے۔ لیکناصل اور کمپنی کی
طرف سے شامل کردہ رقم کو کمپنی
یا ادارہ، انشورنس کمپنی یا بینک
میں جمع کرے تو اس انشورنس یا
سود والی اضافی رقم کا حکم یہ ہے
کہ چوں کہ یہ جی پی فنڈ اختیاری
ہے، اس صورت میں کمپنی یا ادارہ
ملازم کے لیے وکیل بن جائے گا، اور
وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ
ہوتاہے، لہذا بیمہ کمپنی یا بینک میں
رقم منتقل ہونے کے بعد ملازم اس
رقم کا مالک بن جائے گا، اب اس
رقم پر جو اضافہ کے ملے گا وہ
شرعاً سود ہی ہے، اس کا استعمال
ملازم کے لیے ناجائز ہے۔
اگر جی پی فنڈ کا جمع کرنا آدمی

اگر جی پی فنڈ کا جمع کرنا آدمی کے اختیار میں نہ ہو اور کمپنی یا ادارہ جی پی فنڈ کی مد میں پیسے کاٹے اور اصل پیسے کے بجائے دوگنے پیسے دے یا اس سے زیادہ دے تو یہ اصل رقم حلال ہے اور اس پر اضافہ سود کے زمرے میں نہیں آتا، اس میں ملازم کا عمل دخل نہیں ہے بھی نہیں ہے اور یہ ملازم کے لیے عطیہ کی طرح ہے، اس کا لینا ملازم کے لیے جائز ہے۔

البحر الرائق میں ہے:

البحر الرائق میں ہے:

"(قوله: بل بالتعجيل أو بشرطه أو بالاستيفاء أو بالتمكن) يعني لايملك الأجرة إلا بواحد من هذه الأربعة، والمراد أنه لايستحقها المؤجر إلا بذلك، كما أشار إليه القدوري في

مختصره، لأنها لو كانت دينًا لايقال: إنه ملكه المؤجر قبل قبضه، وإذا استحقها المؤجر قبل قبضها، فله المطالبة بها وحبس المستأجر عليها وحبس العين عنه، وله حق الفسخ إن لم يعجل له المستأجر، كذا في المحيط. لكن ليس له بيعها قبل قبضها". (البحر الرائق ج: 7، ص: 300، ط: دارالكتاب الإسلامي)

فتاویٰ شامی میں ہے:

"مطلب: كل قرض جر نفعًا حرام

(قوله:كل قرض جر نفعًا حرام) أي إذا كان مشروطًا، كما علم مما نقله عن البحر". (رد المحتار ج: 5، ص:

166، ط: سعید)

فتاویٰ شامی میں ہے:

"فضل خال عن عوض بمعيار شرعي وهو الكيل والوزن فليس الذرع والعد بربًا مشروط ذلك الفضل لأحد المتعاقدين في المعاوضة". (الدر المختار ج:5، ص: 128/ 129، ط: سعيد)

فقط واللہ اعلم

فتوی نمبر : 144012201391

دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن